بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ جمعہ

دنیا میں زہد کی حقیقت

۷ اگست ۲۰۲۶ء

خطبہ مسنونہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی برائیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو — سورة آل عمران: ۱۰۲

بے شک اللہ تعالیٰ نے، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، اپنے بندوں کو دنیا میں زہد اختیار کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم دیا کہ وہ اپنے دل اس چیز سے وابستہ رکھیں جس کی طرف وہ کوچ کرنے والے اور جہاں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، چنانچہ عزوجل نے فرمایا:

سورة الاسراء – آیت ۱۸

﴿مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا﴾

جو شخص جلدی ملنے والی (دنیا) چاہتا ہے، ہم اس میں جتنا چاہیں جسے چاہیں جلد دے دیتے ہیں، پھر ہم اس کے لیے جہنم مقرر کر دیتے ہیں جس میں وہ ذلیل اور دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔

اور فرمایا:

سورۃ ہود - آیات ۱۵ تا ۱۶

﴿مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ، أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ﴾

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتے ہیں، ہم ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ اسی دنیا میں دے دیتے ہیں اور انہیں اس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے کچھ نہیں۔

لیکن لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس معنی کو نہیں سمجھا جو اللہ کے کلام کا مقصود تھا، چنانچہ وہ دنیا میں زہد کی تفسیر میں ایسے راستوں پر چل نکلے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لیے مراد اور ان کو دیے گئے حکم سے بہت دور تھے۔

مختصر لفظوں میں ہم اسے اللہ عزوجل کی کتاب میں دیکھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صحابہ کی تربیت سے پہچانتے ہیں: زہد یہ ہے کہ دل اللہ کے سوا ہر چیز کی محبت سے خالی ہو۔ ہاتھ کو تم جس کام میں چاہو استعمال کرو، جو تمہارے معاملات کو درست کرے، اور جیب اور صندوق کو ہر اس چیز سے بھرو جو تمہارے دین یا دنیا کے معاملات کو درست کرے اور تمہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے قریب کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے۔ شیخین یعنی بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متفقہ طور پر روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حال میں ہوئی کہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔ اور شاید آپ جانتے ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جیسا کہ ترمذی نے حضرت عبید اللہ بن محصن انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا:

حدیث مبارک

سنن ترمذی - راوی: حضرت عبید اللہ بن محصن انصاری رضی اللہ عنہ

تم میں سے جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ وہ اپنے گھر میں امن سے ہو، اپنے بدن میں تندرست ہو، اور اس کے پاس اس دن کی خوراک موجود ہو تو گویا اس کے لیے ساری دنیا سمیٹ دی گئی۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ایسی صحیح احادیث سنیں تو یہ گمان کر بیٹھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ انسان اپنا گھر، اپنی جیب اور اپنا صندوق دنیا کے سازو سامان سے خالی کر دے اور اس کی تمام زینتوں اور مال و دولت سے مکمل طور پر بے تعلق ہو جائے، حالانکہ یہ زہد کا وہ معنی نہیں جس کا ہمیں حکم دیا گیا، اے اللہ کے بندو۔ کتنے ہی ایسے انسان ہیں جو واقعی دنیا اور اس کی زینت و آرائش سے محروم ہیں، ان کا گھر خالی ہے، ان کی جیب دنیا کے مال و متاع سے خالی ہے، لیکن اللہ کے ہاں وہ ہرگز زاہدوں میں شمار نہیں ہوتے۔ ان کا دل مال سے وابستہ ہے، وہ صبح و شام ان دولتوں کے خواب دیکھتے رہتے ہیں جن تک انہیں رسائی نصیب نہیں ہوئی، ایسا شخص زاہد نہیں۔ اور کتنے ہی ایسے انسان ہیں جن کے پاس مال کی کثرت ہے لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں وہ بڑے زاہدوں میں شمار ہوتے ہیں، انہوں نے مال کو ایک رام کی ہوئی سواری بنا لیا تاکہ اس کے ذریعے اس چیز تک پہنچیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو راضی کرے، تاکہ اس کے ذریعے اس معاشرے کو تعمیر کریں جس کی تعمیر کے لیے اللہ عزوجل نے ہمیں کارکن، خادم اور ذمہ دار بنا کر کھڑا کیا ہے۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے بہت کم حصہ رکھتے تھے اور آپ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ آپ کی زرہ گروی تھی، لیکن کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال کے معاملات نہیں کرتے تھے؟ کیا آپ کے پاس دنیا کے مشرق و مغرب سے مال نہیں آتا تھا اور آپ اسے وہاں خرچ نہیں کرتے تھے جہاں خرچ کرنا چاہیے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال کو اس اسلامی معاشرے کی تعمیر میں استعمال نہیں کرتے تھے جس کی تعمیر کے لیے آپ کو مبعوث کیا گیا اور جس کی تعمیر کا بہترین طریقہ ہمیں سکھانے کے لیے مبعوث کیا گیا؟ جی ہاں۔ اسی لیے علماء نے رسول اللہ کو فقیر یا فقیر کہنے سے منع کیا ہے، آپ دنیا سے کم حصہ رکھنے والے تھے لیکن فقیر نہیں تھے۔ یہ معنی ہمیں جاننا چاہیے، خصوصاً اس دور میں، اے اللہ کے بندو، اور اگر ہم اللہ کی کتاب کی طرف لوٹیں اور اس میں غور و فکر کریں تو یہ حقیقت ہم پر واضح ہو جائے گی۔

اس آیت میں غور کرو جس سے میں نے اپنا کلام شروع کیا: ﴿مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ﴾ یعنی ﴿جو شخص جلدی ملنے والی (دنیا) چاہتا ہے، ہم اس میں جتنا چاہیں جسے چاہیں جلد دے دیتے ہیں، پھر ہم اس کے لیے جہنم مقرر کر دیتے ہیں﴾۔ تو معاملہ اس بات پر منحصر ہے کہ تم کیا چاہتے ہو، ارادہ کیا ہے۔ جس کا ارادہ مال کی طرف مبذول ہو، جس کا مقصد اور مطلوب مال جمع کرنا ہو، جو اسے دیکھ کر خوش ہو اور جس کا دل اس سے چمٹا ہو، تو یہی وہ شخص ہے جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قیامت کے دن دائمی عذاب کی دھمکی دی ہے: ﴿مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ﴾ اور دوسری آیت میں ﴿مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا﴾۔ رہا وہ شخص جو اللہ کو چاہتا ہے اور آخرت کے گھر کے سوا کچھ نہیں چاہتا، لیکن دنیا اور اس کے مال و اسباب کو ایک رام کی ہوئی سواری بنا لیتا ہے، جیسے وہ انسان جو اپنی سواری کو اس مقام تک پہنچنے کے لیے استعمال کرتا ہے

جس کا وہ ارادہ رکھتا ہے، تو وہی زاہد ہے، کیونکہ اس کا دل صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو چاہتا ہے، پھر وہ اپنی مطلوبہ چیز کے حصول کے لیے دنیا کو اس کی مختلف صورتوں اور شکلوں میں استعمال کرتا ہے۔

اور اس بات کی روشنی میں، اے اللہ کے بندو، میں تمہارے سامنے دو نمونے رکھتا ہوں۔ وہ اسلامی ریاست جو یورپ کے قلب، اندلس میں قائم ہوئی، بلاشبہ وہ بھی، جیسے ہر ریاست کی بنیاد رکھی جاتی ہے، کچھ ستونوں پر استوار ہوئی، اسے اپنی معروف بنیادوں ہی پر کھڑا ہونا تھا، اور مال و دنیا ان بنیادوں کا ایک لازمی حصہ تھا۔ یورپ کے قلب میں اسلام کی ریاست قائم ہوئی اور اس کی روشنی ان معاشروں کی تاریکی میں پھیل گئی، اور بلاشبہ جنہوں نے اس ریاست کو قائم کیا انہوں نے اس کے لیے مال استعمال کیا، اس کے لیے زمین استعمال کی، اس کے لیے وہ تمام مادی وسائل استعمال کیے جو آج بھی وطن، معاشرے اور تہذیبیں قائم کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن اس پہلی نسل پر غور کرو جس کے ہاتھوں یہ ریاست قائم ہوئی: کیا دنیا ان کے دلوں کے کسی گوشے پر غالب تھی؟ کیا دنیا کی زینتیں ان کے سروں پر غالب آکر انہیں نشے میں ڈال دیتی تھیں؟ کیا وہ راتیں لہو و لعب اور زیب و زینت میں گزارتے تھے کیونکہ وہ اس مال کی محبت میں جھوم رہے تھے جو ان کے ہاتھوں میں بڑھتا اور رقص کرتا تھا؟ نہیں۔ ان کے دل صرف ایک محبت کے برتن تھے جس کا کوئی دوسرا شریک نہ تھا، اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت تھی، البتہ انہوں نے دنیا کو تابع اور ذلیل بنا کر اس کے لیے استعمال کیا جو اللہ چاہتا اور پسند فرماتا تھا، وہ دنیا کے ساتھ معاملہ کرتے رہے بغیر اس کے کہ ان کے دل اس سے وابستہ ہوں، اور اسی لیے وہ ریاست مضبوط بنیادوں پر قائم ہوئی، اس کی سلطنت تھی، اور اس کی وہ روشنی تھی جو مشرق و مغرب کی اس مغربی دنیا میں پھیل گئی۔ جی ہاں، یہ ہے پہلی تصویر۔

اور یہ رہی دوسری تصویر: جب ان لوگوں، ان مردوں کے بعد ایک اور نسل آئی جو اس ریاست کی وارث بنی، جو مال سے لبریز تھی، اور دولت و قوت سے لبریز تھی، تو یہ نئی نسل اس مال کی طرف بڑھی اور اس سے عشق کر بیٹھی، اسے نشہ بنا لیا، اس مال اور دنیا کی زینتوں کا سہارا لیا اور جیسا کہ تم جانتے ہو، اسے لہو و لعب کی راتوں میں بدل دیا۔ فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ یہ لوگ جو اپنے اسلاف کے بعد آئے، انہوں نے دنیا کے ساتھ ایک عاشق کا سا برتاؤ کیا، انہوں نے جلدی ملنے والی (دنیا) چاہی جبکہ دوسروں نے دیر سے ملنے والی (آخرت) چاہی، انہوں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا چاہی۔ تو اس دوسری نسل کا انجام کیا ہوا؟ بنو الاحمر کے بادشاہوں کا حال کیا ہوا؟ ان کا مال بڑھا، ان کے ایام اور راتوں میں زینتوں کی چمک بڑھی، مال کی محبت میں ان کا انہماک بڑھا، تو اس کا انجام کیا ہوا؟ ان کا انجام اس حریص انسان کا سا انجام تھا جو کھانے کی طرف بڑھتا ہے، اس لیے نہیں کہ اللہ اسے اس کھانے سے تندرست رکھے، بلکہ اس لیے کہ وہ اس سے لطف اندوز ہو اور اس مال کو کھانے اور ہڑپ کرنے میں مزید حرص کرے۔ ایسا حریص انسان کھانے

کی طرف بڑھتا ہے، اسے کھاتا ہے، پہلے اس سے طاقت پاتا ہے، پھر اس کھانے سے دوبارہ طاقت میں اضافہ ہوتا ہے، پھر اس کھانے سے موٹاپا بڑھتا ہے، پھر اسی وجہ سے اس کے جسم میں بیماریاں جگہ بنا لیتی ہیں، پھر یہی کھانا آخرکار اسے موت دے دیتا ہے۔ ایسی ہی ان لوگوں کی عاقبت ہوئی، انہوں نے مال سے عشق کیا، اس کے ساتھ ایک عاشق کی طرح، ایک بے قرار عاشق کی طرح برتاؤ کیا۔ جی ہاں، ان کی زندگی میں دولت کے مظاہر ظاہر ہوئے، تمام وہ زینتیں اور چمک دمک جو تم جانتے ہو، **لیکن یہی مظاہر تھے جنہوں نے انہیں گھونٹ دیا اور یہی وہ چیزیں تھیں جنہوں نے انہیں ہلاک کر دیا۔**

جی ہاں، اے اللہ کے بندو، یہ معنی ہمیں جاننا چاہیے، اور یہی وہ راز ہے کہ ہمارے رب رحمن و رحیم نے مال کے بارے میں ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

سورۃ الاعراف - آیت ۳۲ (اقتباس)

﴿مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾

کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی، اور رزق کی پاکیزہ چیزوں کو (بھی)؟

مال کے ساتھ معاملہ کرو، لیکن اس نے ہمیں اس بات سے خبردار کیا کہ ہم مال کے ساتھ اس کی محبت کی بنیاد پر، اس سے وابستگی کی بنیاد پر، اسے نشہ بنا کر جھومنے کی بنیاد پر معاملہ نہ کریں۔ جی ہاں۔ اور اس نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم مال کو ویسے ہی حاصل کریں جیسے دوسرے حاصل کرتے ہیں، لیکن اسے اپنا تابع اور خادم بنا لیں۔

مجھے مال کی کیا حاجت ہے جبکہ میں اپنے گھر میں امن سے ہوں، اپنے بدن میں تندرست ہوں، اور میرے اور میرے گھر والوں کے پاس اس دن اور رات کی خوراک موجود ہے؟ اپنی ذات کے لیے مجھے مزید حاجت نہیں رہی، البتہ معاشرے کے لیے ضرور ہے۔ اس کے بعد جو مال میں جمع کروں وہ اپنی ذات کے لیے نہیں، کیونکہ مجھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفایت ہو چکی، بلکہ اس سے میں معاشرے کی تعمیر کرتا ہوں، اس سے میں ان اصولوں کو عملی جامہ پہناتا ہوں جن کے تحقق کا اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے، اس سے میں وہ اسلامی یکجہتی اور باہمی تعاون قائم کرتا ہوں جن کے ذریعے اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اسلامی معاشروں کو مزین کریں۔

جی ہاں، یہ حقیقت ہمیں جاننی چاہیے۔ آج، اے بھائیو، ہم دنیا کے ساتھ معاملہ تو کرتے ہیں لیکن ہم اس کے ساتھ ایک بے قرار عاشق کا سا برتاؤ کرتے ہیں، اور اسی وجہ سے مال نے ہمیں مالک حقیقی سے روک دیا

ہے، دنیا کی زینتوں نے ہمیں ہمارے مولا و خالق سے روک دیا ہے، اور اگر معاملہ اسی ڈگر پر چلتا رہا تو جس مال کے ساتھ ہم معاملہ کرتے ہیں وہ ہمارے لیے ایک تباہ کن زہر بن جائے گا، ہمیں اس کے پیچھے کوئی تجارتی نفع نہیں ملے گا اور نہ ہی کوئی معاشی تعمیر ملے گی۔ یہ سب اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب ہم مال سے بلند ہو جائیں، اس سے وابستہ نہ ہوں، اس پر ہمارا دل للچائے نہیں، بلکہ ہم اسے صرف اللہ کی رضا کے لیے استعمال کریں۔

اس دوسری مثال پر غور کرو جو میں تمہیں بتاتا ہوں: ایک شخص مٹھائی کا تھال اٹھائے سڑک کنارے چل رہا ہے تاکہ شام کو مٹھائی کے ٹکڑوں کی قیمت لے کر اپنے گھر، اپنے اہل و عیال کے پاس لوٹے، لیکن جیسے ہی وہ اس تھال کو دیکھتا ہے اس کے منہ میں پانی بھر آتا ہے، وہ اس میں سے ایک ٹکڑا اٹھا کر کھا جاتا ہے، اور تھوڑی دیر بعد اس مٹھائی کی شدید خواہش پھر لوٹ آتی ہے تو وہ ایک اور ٹکڑا لے لیتا ہے، اور یوں شام نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ ان تمام ٹکڑوں کو، جن سے وہ تجارت کرنا چاہتا تھا، خود کھا چکا ہوتا ہے۔ وہ خالی جیب کے ساتھ لوٹتا ہے، نہ اس کے پاس مال ہوتا ہے اور نہ ہی اس مٹھائی میں سے کچھ باقی رہتا ہے جس سے وہ تجارت کرنا چاہتا تھا۔ یہی حال ہے اس شخص کا جس نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے منہ موڑا، مال سے عشق کیا، دنیا سے عشق کیا اور دعویٰ کیا کہ وہ ایک معاشی معاشرہ تعمیر کرنا چاہتا ہے اور دعویٰ کیا کہ وہ ایسی صنعت قائم کرنا چاہتا ہے جس سے اس کا وطن فائدہ اٹھائے۔ **اپنے دل کی طرف لوٹو، تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم اس میں سچے ہو یا جھوٹے۔**

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں، اس سے مدد اور مغفرت طلب کرتے ہیں، اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتے ہیں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ ! ہمارے سردار محمد اور ان کی آل اور تمام صحابہ کرام پر درود و سلام اور برکت نازل فرما۔

سورۃ الاحزاب - آیت ۵۶

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو ! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

اے اللہ ! ہمارے نبی محمد ﷺ پر، ان کی آل اور تمام صحابہ پر درود و سلام بھیج۔ اے اللہ ! خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے راضی ہو جا، اور تمام صحابہ کرام اور تابعین سے، اور ہم سے بھی ان کے ساتھ، اپنی رحمت کے صدقے، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ اے اللہ ! تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو، مومن مردوں اور عورتوں کو، زندوں کو اور فوت شدگان کو بخش دے۔ اے اللہ ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت دے، اور اپنے موحد بندوں کی ہر جگہ مدد فرما۔

اے اللہ ! ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کے والدین پر رحم فرما، اور ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے ہمیں بچپن میں پالا۔ اے اللہ ! ہمارے مریضوں اور تمام مسلمان مریضوں کو شفا دے، پریشان حال لوگوں کی پریشانی دور فرما، غم زدوں کا غم دور فرما، اور مقروضوں کا قرض ادا فرما۔ اے اللہ ! دنیا بھر کے پریشان حال مسلمانوں کی پریشانی دور فرما، اور ہمارے کمزور بھائیوں اور بہنوں سے ظلم اور آزمائش دور فرما۔

اے اللہ ! ہمیں ہدایت دے اور ہمارے ذریعے دوسروں کو ہدایت دے، اور ہمیں ہدایت کا ذریعہ بنا۔ اے اللہ ! ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی نصیب فرما، اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنا نصیب فرما۔ اے اللہ ! ہمارے وطن اور تمام مسلم ممالک کی حفاظت فرما، اور جس ملک میں ہم رہتے ہیں اس کی بھی حفاظت فرما، اور اس میں امن، سلامتی اور خوشحالی قائم رکھ۔ اے اللہ ! اس مرکز اور اس مسجد کے ذمہ داران کو کامیابی عطا فرما، ان کے کاموں میں برکت دے، اور اسے علم و ذکر کا گھر بنا دے۔ اے اللہ ! ہمیں نفع بخش علم، نیک عمل اور نیک اولاد عطا فرما۔

سورۃ النحل - آیت ۹۰

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

بے شک اللہ عدل، احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

سورۃ البقرہ - آیت ۱۵۲

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾

پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا، اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔